سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۵۳

محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ

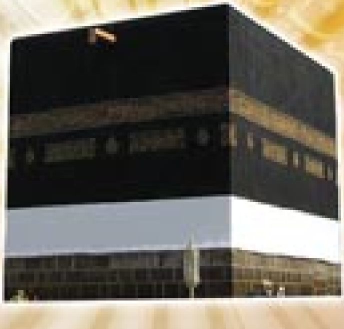

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۵۳

محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۶ جنوری ۲۰۰۰ء بروز جمعرات

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۵ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیر اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیر نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ایک راستہ............ ۵
قبولِ توبہ کی شرائط............ ۶
خوفِ شکستِ توبہ اور عزمِ شکستِ توبہ کا فرق............ ۷
آیت شریفہ میں دو بار یُحِبُّ نازل ہونے کا راز............ ۸
ایک مسئلۂ سلوک کا استنباط............ ۹
محبوبِ الٰہی بنانے والی دعا............ ۱۰
قرآن وحدیث کے ربط سے ایک علمِ عظیم............ ۱۱
دعائے وضو کی عاشقانہ حکمت............ ۱۲
وضو کے وقت اہلُ اللہ کی خشیت............ ۱۳
وَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ کے معنٰی............ ۱۴
عظمتِ شیخ کا حق............ ۱۵
محبوبیت عنداللہ کے دوام کا طریقہ............ ۱۶
استغفار اور توبہ کا فرق............ ۱۷
لفظ تَوَّابِیۡنَ کے نُزول کی حکمت............ ۱۹
ولایتِ عامّہ اور ولایتِ خاصّہ............ ۱۹
توبہ کی تین قسمیں............ ۲۰
توبہ کی پہلی قسم............ ۲۱
توبہ کی دوسری قسم............ ۲۲
اہل اللہ کے کاموں میں آسانی کا راز............ ۲۴
یُحِبُّھُمۡ کی تقدیم کی وجہ............ ۲۴
فضل کے ایک اور معنٰی............ ۲۵
اَلتَّحِیَّاتُ کے متعلق علومِ نافعہ............ ۲۶
نُزولِ برکت کی علامت............ ۲۷
اللہ کے نام کا بے مثل مزہ کون پاتا ہے؟............ ۲۹
توبہ کی تیسری قسم............ ۳۰

www.khanqah.org

محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ[۱]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ[۲]

اس وقت قرآنِ پاک کی ایک آیت تلاوت کی گئی اور ایک حدیث پیش کی گئی جو وضو کے بعد سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے اور تعلیم فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ایک راستہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ...الخ

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے اور آیندہ بھی محبت کرتا رہے گا۔ جب تک تم توبہ کے کیمیکل اور توبہ کے فعل کا اہتمام رکھوگے، جب تک تم دائرۂ توبہ میں رہوگے تب تک میرے دائرۂ محبوبیت میں رہوگے، لیکن جو توبہ چھوڑدے گا تو محبوبیت کے دائرے سے اس کا خروج ہوجائے گا، اس لیے ماضی میں جو غلطیاں کرچکے ان سے توبہ کرلو تو میرے محبوب ہوجاؤگے، لیکن آیندہ کے لیے اگر شیطان وسوسہ ڈالے کہ تم پھر یہ خطا کروگے کیوں کہ تمہاری تو بہت پرانی عادت پڑی ہوئی ہے، تو آیندہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے

---

۱ البقرة:۲۲۲

۲ جامع الترمذی:۱/۱۸، باب مایقال بعد الوضوء، ایچ ایم سعید

ہمیں اُمید دلادی کہ ہم ایسا صیغہ نازل کررہے ہیں یعنی مضارع جس میں حال بھی ہے اور مستقبل بھی، لہٰذا تم گھبرانا مت کہ اگر آیندہ بھی تم سے خطا ہوگی اور تم معافی مانگوگے تو ہم تمہاری توبہ کو قبول کریں گے اور دائرۂ محبوبیت سے تمہارا خروج نہیں ہونے دیں گے۔ ہم تمہاری خطاؤں کی معافی کے ذمہ دار اور کفیل ہیں، کیوں کہ توبہ کرنے والوں سے ہم محبت کرتے ہیں۔ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ فرمایا، یَرْحَمُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، یَغْفِرُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، یَرْزُقُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، اللہ تعالیٰ کے جتنے صفاتی نام ہیں سب کو نظر انداز فرماکر صرف صفتِ محبت کا ارشاد ہوا کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں اور آیندہ بھی محبت کرتے رہیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ محبت میں سب کچھ ہے، کسی نعمت کا اس سے خروج نہیں ہے، ہر نعمت اس میں شامل ہے، اس میں رحمت بھی شامل ہے، مغفرت بھی شامل ہے، رزّاقیت بھی شامل ہے۔ جو آدمی پیارا ہوجاتا ہے تو ہر ایک اپنے پیارے کو سب کچھ دیتا ہے، پیارے کو پیاری چیز دیتا ہے اور ہر غیر پیاری چیز سے بچاتا ہے۔ یُحِبُّ فرمایا کہ محبت میں سب نعمتیں شامل ہیں کہ توبہ کی برکت سے ہم تم کو تمام نعمتوں سے نوازیں گے اور جو چیزیں نقصان دہ ہیں یا زوالِ نعمت کے اسباب ہیں ان سے تمہاری حفاظت کریں گے۔ پیاروں کو پیاری چیز دیں گے اور غیر پیاری سے بچالیں گے، لیکن توبہ کب قبول ہے؟ قبولِ توبہ کی چار شرائط ہیں۔

قبولِ توبہ کی شرائط

۱) اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَةِ توبہ کی قبولیت کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ اس گناہ سے ہٹ جاؤ، یہ نہیں کہ توبہ توبہ کررہے ہیں اور دیکھے بھی جارہے ہیں کہ صاحب کیا کروں مجبور ہوجاتا ہوں، موہنی شکل دل موہ لیتی ہے۔ خوب سمجھ لیں کہ ارتکابِ گناہ کے ساتھ توبہ قبول نہیں، پہلے گناہ سے الگ ہوجاؤ پھر توبہ کرو خواہ نفس کتنا ہی الگ نہ ہونا چاہے۔ جس طرح بکری بھوسی دیکھ کر اس پر گرتی ہے جب تک کان پکڑ کر الگ نہ کرو، اسی طرح خود اپنا کان پکڑ کر الگ ہوجاؤ، نفس پر سوار رہو، نفس کی سواری مت بنو۔

۲) اَنْ یَّنْدَمَ عَلٰی فِعْلِھَا اس گناہ پر دل میں ندامت پیدا ہوجائے۔ اور ندامت کے کیا معنٰی ہیں؟ صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں:

اَلنَّدَامَۃُ هِيَ تَاَلُّمُ الْقَلْبِ[۳]

قلب میں الم اور دُکھ پیدا ہو جائے کہ آہ! میں نے کیوں ایسی نالائقی کی؟ اور جس کو اپنی نالائقی اور کمینہ پن کا احساس نہ ہو وہ ڈبل کمینہ ہے۔ ندامت نام ہے کہ دل دکھ جائے، دل میں غم آجائے اور توبہ کرکے رونے بھی لگو تاکہ نفس میں جو حرام مزہ آیا ہے وہ نکل جائے، جیسے چور چوری کا مال تھانے میں جمع کردے اور آیندہ کے لیے ضمانت دے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا تو سرکار اس کو معاف کردیتی ہے۔ اشکبار آنکھوں سے استغفار کرنا گویا سرکار میں اپنا حرام مال جمع کرنا ہے، جو حرام لذت آئی تھی اس کو گویا واپس کردیا کہ اللہ معاف فرمادیجیے۔

۳) اور تیسری شرط ہے اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِھَا اَبَدًا پکا ارادہ کرے کہ اب دوبارہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

۴) فَاِنْ کَانَتِ الْمَعْصِیَۃُ تَتَعَلَّقُ بِاٰدَمِیٍّ فَلَھَا شَرْطٌ رَابِعٌ وَھُوَ رَدُّ الظُّلَامَۃِ اِلٰی صَاحِبِھَا اَوْ تَحْصِیْلُ الْبَرَاءَۃِ مِنْہُ[۴] اگر اس معصیت کا تعلق کسی آدمی سے ہے تو توبہ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اہلِ حق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے معاف کرائے۔ یہ نہیں کہ مسجد کے وضوخانے سے گھڑی اُٹھالی اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ میاں معاف کردو، آیندہ کبھی چوری نہیں کروں گا، لیکن یہ سوئٹزرلینڈ کی گھڑی ہے، سٹیزن ہے، یہ مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، اس کو واپس نہیں کروں گا، اس بار معاف کردو۔ تو ہرگز معافی نہیں ہوگی، مال واپس کرو۔

توبہ کی یہ چار شرطیں ہیں، تین شرطیں اللہ کے حقوق ہیں اور چوتھی شرط بندوں کا حق ہے۔ ان شرطوں کے ساتھ توبہ کرنے سے آپ اللہ کے محبوب ہو جائیں گے۔

خوفِ شکستِ توبہ اور عزمِ شکستِ توبہ کا فرق

لیکن جب پکا ارادہ کرلوگے کہ اب یہ گناہ نہیں کروں گا تو شیطان ایک وسوسہ ڈالے گا کہ تم تو بارہا ایسی توبہ توڑ چکے ہو، جب کوئی ایسی چیز سامنے آتی ہے جس کو دیکھنا منع ہے تو تم

۳؎ روح المعانی: ۱/۲۳۷، البقرۃ (۳۷)، دار احیاء التراث، بیروت

۴؎ شرح مسلم للنووی: ۲/۳۴۶، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

کو کچھ یاد نہیں رہتا، ماضی کی توبہ کا تصور بھی نہیں ہوتا، تو اس کو یہ جواب دے دو کہ اس وقت میں پکی توبہ کررہا ہوں لیکن آیندہ کیا ہوگا؟ تو آیندہ کے لیے مجھے خوفِ شکستِ توبہ تو ہے، مگر میں شکستِ توبہ کا عزم اور ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ خوفِ شکستِ توبہ اور ہے اور عزمِ شکستِ توبہ اور ہے۔ خوف میں اور عزم میں فرق ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ دل ڈرتا ہے کہ کہیں میری توبہ نہ ٹوٹ جائے اور ایک یہ ہے کہ دل میں ارادہ کررہا ہے کہ میں ضرور گناہ کروں گا، اس کام کو کرنا ہی ہے، اپنی شیطانیت سے باز نہیں آؤں گا، گناہ کی گٹر لائنوں سے خروج اور (Exit) نہیں کروں گا، ہم گُو کے کیڑے ہیں، ہم عالمِ تقدس میں کہاں جاسکتے ہیں؟ پیشاب پاخانے کی نالیوں سے خروج کا ہمارا ارادہ ہی نہیں ہے، یہ ہے عزمِ شکستِ توبہ، اور دل کا ڈرنا کہ کہیں پھر میری توبہ نہ ٹوٹ جائے وہ خوفِ شکستِ توبہ ہے۔ یاد رکھیے یہ علمِ عظیم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ خوفِ شکستِ توبہ اور ہے اور عزمِ شکستِ توبہ اور ہے۔ بڑے بڑے لوگوں سے پوچھو تو بدونِ فضلِ الٰہی اس کا جواب مشکل ہوجائے گا۔ توبہ کرتے وقت خوفِ شکستِ توبہ تو اپنے ضُعف کا اعتراف اور عینِ عبدیت ہے، بلکہ عبدیت کی معراج ہے کہ میرا بندہ توبہ تو کررہا ہے، لیکن اپنے ضعف سے ڈر بھی رہا ہے کہ کہیں توبہ ٹوٹ نہ جائے، لہٰذا بوقتِ توبہ خوفِ شکستِ توبہ تو ہو لیکن عزمِ شکستِ توبہ نہ ہو، توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کی توبہ قبول ہے اور اللہ سے دُعا بھی کرے کہ مجھ کو میرے دست وبازو کے حوالے نہ فرمائیے کہ ؎

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

آپ میری مدد اور دستگیری فرمائیے اور استقامت نصیب فرمائیے کہ کسی خوش قامت کے سامنے میری استقامت متأثر نہ ہو۔ بتائیے یہ کیسی اُردو ہے! میری اُردو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اگر دِلّی اور لکھنؤ کے اہلِ زبان یہاں ہوتے تو آپ دیکھتے کہ وہ کیسی قدر کرتے۔ لیکن اللہ سے دُعا مانگو، اصلی قدر یہ ہے۔

آیت شریفہ میں دوبار یُحِبُّ نازل ہونے کا راز

تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ

اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں تَوَّابِیْنَ کو اور محبوب رکھتے ہیں مُتَطَهِّرِيْنَ کو، یعنی توبہ کرنے والوں کو بھی اللہ محبوب رکھتا ہے اور طہارت میں مبالغہ کرنے والوں، نجاستوں سے خوب احتیاط کرنے والوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ عربی گرامر کے لحاظ سے یہاں عطف جائز تھا کہ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَالْمُتَطَهِّرِيْنَ ہوتا یعنی دوبار يُحِبُّ نازل کرنا ضروری نہیں تھا، مگر اس میں زبردست معنویت اور اللہ تعالیٰ کا زبردست پیار ہے کہ دوبارہ يُحِبُّ کو داخل کیا۔ یہ حق تعالیٰ کے کلام کا کمالِ بلاغت ہے کہ محبت کی فراوانی اور دریائے محبت میں طغیانی کے لیے ایک يُحِبُّ کی نسبت تَوَّابِيْنَ کی طرف فرمائی کہ اللہ تَوَّابِيْنَ کو محبوب رکھتا ہے اور دوسرے يُحِبُّ کی نسبت مُتَطَهِّرِيْنَ کی طرف فرمائی کہ اللہ مُتَطَهِّرِيْنَ کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ اپنے بندوں کی توابیت اور متطہریت ان دو اداؤں پر ان کو اپنا محبوب بنانے کا عمل نازل کرتا ہوں۔ یہ وجہ ہے دوبارہ يُحِبُّ نازل کرنے کی۔ سبحان اللہ! واہ رے محبوب تعالیٰ شانہٗ، کیا شان ہے آپ کی!

ایک مسئلۂ سلوک کا استنباط

اور مُتَطَهِّرِيْنَ باب تفعّل سے نازل فرمایا۔ اس کے اندر ایک مسئلۂ تصوف بھی ہے جو حق تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کسی تفسیر میں ہے یا نہیں، لیکن سارے علماء اور مفسرین ان شاء اللہ اس کو تسلیم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الطَّاهِرِيْنَ نہیں فرمایا کہ ہم محبوب رکھتے ہیں پاک رہنے والوں کو، بلکہ مُتَطَهِّرِيْنَ فرمایا جو باب تفعّل سے ہے، جس میں خاصیت تکلف کی ہوتی ہے اور تکلف کے معنیٰ ہیں کہ تکلیف اُٹھا کر کسی کام کو کرنا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ گناہوں کی نجاستوں سے پاک رہنے میں تم کو تکلیف اُٹھانی پڑے، کلفت پیش آئے تو اس سے دریغ نہ کرنا۔ جی نہیں چاہتا گناہ سے بچنے کو، جی نہیں چاہتا حسینوں سے نظر ہٹانے کو، مگر تم میری راہ میں تکلیف اُٹھالو۔ اگر لیلاؤں کو دیکھوگے تو پریشانی آئے گی اور یہ تکلیف راہِ لیلیٰ کی ہوگی لیکن مجھے خوش کرنے کے لیے تکلیف اُٹھاؤ گے تو یہ تکلیف راہِ مولیٰ میں داخل ہوگی۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ کس کی راہ میں تکلیف اُٹھانے میں فائدہ ہے؟ تمہارے مزاج میں اگرچہ گناہ پسندی اور حسینوں کی طرف نظربازی اور ذوقِ حسن بینی ہے، لیکن ان سے بچنے میں تمہاری

www.khanqah.org

روح کو تو سکون ملتا ہے، مگر تمہارا نفس تِل کے لیے تلملاتا ہے اور بل کے لیے بلبلاتا ہے، لہٰذا اس کو تلملانے دو اور بلبلانے دو، تکلیف اُٹھاؤ۔ گناہ چھوڑنے میں جو تکلیف ہوگی تمہارے نفس کو ہوگی، روح کو خوشی ہوگی، اور تم روح سے زندہ ہو، نفس سے زندہ نہیں ہو۔ تمہاری گناہ کی جفاکاریاں اور بے وفائیاں سب روح کی بدولت ہیں۔ اگر میں تمہاری روح قبض کرلوں تو تم کوئی گناہ نہیں کرسکتے۔ تمہارا سببِ حیات روح ہے تو تم سببِ حیات کی کیوں فکر نہیں کرتے؟ جب تم اللہ کی نافرمانی سے بچو گے تو کتنی حیات تم پر برس جائیں گی۔

محبوبِ الٰہی بنانے والی دُعا

تو مُتَطَهِّرِيْنَ باب تفعل سے نازل ہونے کا یہ علمِ عظیم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا لیکن اس میں ایک علمِ عظیم اور ہے، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تَوَّابِيْنَ اور مُتَطَهِّرِيْنَ کو محبوب رکھتے ہیں، تو آپ کی رحمت متقاضی ہوئی کہ وضو کے آخر میں یہ دُعا اپنی اُمت کو سکھادی جائے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

دیکھیے جو اسلوبِ نزول قرآنِ پاک کا ہے اسی اسلوب پر یہ دُعا سکھائی گئی اور قرآنِ پاک میں جو دو لفظ تَوَّابِيْنَ اور مُتَطَهِّرِيْنَ نازل ہوئے وہ اس دُعا میں آگئے۔ اس وقت قرآنِ پاک کی آیت اور ایک حدیث کا ربط پیش کررہا ہوں اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے، ورنہ قرآنِ پاک کی آیت کہیں ہے اور حدیثِ پاک کہیں ہے۔ اگر اللہ کا کرم نہ ہو تو ذہن اس طرف نہیں جاسکتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم ہے، شفقت اور رحمت کا اُمت پر نزول ہے کہ وضو کے آخر میں یہ دُعا سکھادی کہ تم اب اپنے ربّ کے پاس کھڑے ہونے والے ہو۔ اے میری اُمت کے لوگو! نماز میں جب تم اپنے مولیٰ کے سامنے کھڑے ہو تو یہ دُعا پڑھ کر حاضری دو، تاکہ حالتِ محبوبیت میں تمہاری پیشی ہو اور میری اُمت کا کوئی فرد اس دُعا کی بدولت اس دُعا کی برکت سے محروم نہ رہے، نہ توابیت سے محروم رہے نہ متطہریت سے محروم رہے، دونوں نعمتوں سے مالا مال ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کائنات کے ہر ذرے کی تعداد میں

www.khanqah.org

کروڑہا کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے کہ اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر مہربانی کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا کہ تم یہ دُعا مانگتے رہو کہ اللہ مجھے **تَوَّابِیْنَ** میں داخل فرما اور **مُتَطَهِّرِيْنَ** میں سے بنالے، یعنی ایسی توفیق دے دے کہ ہم آپ کی راہ کا غم اُٹھالیں۔ غمِ لیلیٰ کو طلاق دے دیں اور غمِ مولیٰ کو سر آنکھوں پر رکھیں، کیوں کہ غمِ لیلیٰ کا آخری انجام پیشاب اور پاخانہ کی نالیوں سے مُرور اور عبور ہے اور غمِ مولیٰ کا انعام انواراتِ الٰہیہ اور تجلیاتِ الٰہیہ کا سرور ہے۔ اب خود فیصلہ کرلو کہ تم اپنی روح کو تجلیات میں لے جانا چاہتے ہو یا گٹر لائنوں میں؟

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ کی یہ دُعا تعلیم فرما کر اُمت کو آدابِ بندگی سکھا کر، اس روحانی بیوٹی پارلر میں سجا کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو شانِ محبوبیت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا نسخہ بتایا اور اللہ کے پیار کے قابل بنایا کہ جب تم اللہ کے سامنے کھڑے ہو تو محبوب بن کر کھڑے ہو، محبوب بن کر حاضر ہو، غیر محبوب نہ بنو، تاکہ حق تعالیٰ کی محبت کی نظر، پیار کی نظر، رحمت کی نظر تم پر پڑے۔ تو **مُتَطَهِّرِيْنَ** کے کیا معنیٰ ہوئے؟ **تَطَهُّر** بابِ تفعل سے ہے کہ اگر تم کو اپنے کو پاک رکھنے میں تکلیف بھی اُٹھانی پڑے تو تکلیف اُٹھانے میں پیچھے نہ رہنا، تکلیف اُلفت سے اُٹھاؤ۔ جو اللہ کے راستے میں کلفت اُٹھاتا ہے، تو یہ دلیل ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے اُلفت ہے اور اُلفت کی برکت سے کلفت محسوس بھی نہیں ہوتی، پھر اس کا روزہ نماز بہت مزے دار ہو جاتا ہے، اس کو عبادت مزے دار معلوم ہوتی ہے۔

قرآن وحدیث کے ربط سے ایک علمِ عظیم

تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُمتی کو مولیٰ کے سامنے محبوب بنا کر پیش کردیا تاکہ اس حالت میں ہم اللہ کے سامنے ہوں تو اللہ کا پیار نصیب ہو **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** کی دُعا میں محبوبیت کی کوئی دُعا نہیں ہے لیکن یہ دُعا ایسی ہے جس کا ربط قرآن پاک کی آیت **اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** سے ہو رہا ہے کہ **تَوَّاب** اور **مُتَطَهِّر** اللہ کا محبوب ہو جائے گا، لیکن **مُتَطَهِّرِيْنَ** باب تفعل سے فرمایا تاکہ اپنے کو گناہ سے بچانے میں، پاک رکھنے میں جو زخمِ حسرت لگے ہمارے اس زخمِ حسرت

کو اللہ تعالیٰ نے اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان فرمادیا، کیوں کہ انسان کو جب انعام کا پتا چل جاتا ہے تو مزدوری صرف آسان نہیں مزے دار ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے اور پاک رہنے پر اپنی عطائے محبت کی مزدوری ارشاد فرماکر ہمارے لیے **تَوَّابِیَتْ** کو اور **تَطَھُّرْ** کو مزے دار کر دیا۔ پاک صاف رہنا تمہارے لیے اچھا ہے تاکہ تمہاری اس ادا پر جب مولیٰ تمہیں پیار کرنے والا ہو، تو کون اندھا اور ظالم ہے جو گناہ اور ناپاکی میں آلودہ رہے؟ جب کھائیں محبت کا فالودہ تو کیوں رہیں ہم آلودہ؟ لہٰذا گناہوں سے بچنے اور نافرمانی سے پاک وصاف رہنے کی تکلیف اُٹھانے سے تم اتنے بڑے مولیٰ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی محبوبیت اور پیار کے قابل ہو جاؤ گے لیکن اس بابِ تفعل کو دیکھو کہ اس میں کتنا لطف ہے۔ عربی گرامر کا مزہ خشک مُلّا کو نہیں مل سکتا جب تک کسی اللہ والے کی صحبت کا مزہ ایک زمانہ تک نہ اُٹھائے۔ بتائیے آپ نے کتنا مدرسے میں پڑھا، لیکن یہاں بابِ تفعل سے ترکِ معصیت میں کلفت اور تکلیف اُٹھانے کی طرف کبھی ذہن گیا تھا؟ آہ! بس کیا کہوں ایسے علوم کی طرف بہت کم ذہن جاتا ہے، کیوں کہ گرامر پڑھتے تو ہیں مگر نفس کو نہیں گراتے ہیں۔ نمک کی کان میں گدھا اگر اپنے کو گرا دے اور مرے نہیں تو نمک کی کان میں، نمک کی صحبت میں رہ کر بھی نمک نہیں بنے گا۔ گرامر کے معنیٰ ہیں جب گدھا گرا اور مر گیا تب نمک بننا شروع ہوگا۔ جب تک سانس لیتا رہے گا گدھے کا گدھا ہی رہے گا۔ جن لوگوں نے شیخ کے سامنے فنائیتِ کاملہ حاصل نہیں کی وہ باوجود علم کے خام رہے، صاحبِ نسبت نہ ہو سکے، لہٰذا اپنی شخصیت کو مٹاؤ، فنافی الشیخ ہو جاؤ، پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔

دُعائے وضو کی عاشقانہ حکمت

وضو کے بعد یہ دُعا **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے تعلیم فرمائی تاکہ بندوں کا باطن اور قلب بھی پاک ہو جائے، کیوں کہ توبہ دل کی طہارت کا نام ہے۔ پس وضو سے ہاتھ پیر دھونا ہمارے اختیار میں تھا لیکن دل تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، دل کو دھونا ہمارے اختیار میں نہیں، تو جہاں بندے کا اختیار نہ ہو وہاں دُعا کرنا عبدیت ہے کہ مانگ لو اے خدا! وضو کر لیا، ہاتھ پیر دھو لیے یعنی جسم کے اعضا دھو لیے، لیکن میرا ہاتھ میرے دل تک نہیں پہنچ سکتا، آپ اپنے کرم سے میرا

دل بھی دھو دیجیے، کیوں کہ دل اگر پاک نہیں ہے تو ظاہری پاکی کا اعتبار نہیں ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الطَّھَارَۃِ طَھَارَۃُ الْاَسْرَارِ مِنْ دَنَسِ الْاَغْیَارِ ؎

اصل طہارت یہ ہے کہ دل غیر اللہ سے پاک ہو جائے، جس کا گھر ہے وہی رہے۔ جب دل پاک ہوتا ہے تو اللہ پاک ہے وہ پاک دل میں آتا ہے یعنی تجلی خاص سے متجلی ہوتا ہے، ورنہ جسم کی پاکی تو ہندو بھی کر سکتا ہے۔ ایک ہندو دریا میں کود گیا اور نہالیا تو اس کا جسم نجاستِ حسّیہ سے پاک ہو گیا، پیشاب پاخانہ سب دھل گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مومن کو ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے جو کسی کافر کو نصیب نہیں۔ دشمنوں اور دوستوں میں کچھ فرق تو ہونا چاہیے۔ دوستوں کو امتیازی ڈش دی جاتی ہے، امتیازی نعمت دی جاتی ہے، اس لیے طَھَارَۃُ الْاَسْرَارِ یعنی باطن کی پاکی، غیر اللہ سے قلب کی پاکی مومن کی شان ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کے لیے وضو کے بعد دُعا سکھائی کہ اب تمہیں اپنے مولیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، تو جس طرح سے ایک لڑکی اپنے شوہر کے پاس بن سنور کر جاتی ہے کہ میری پیشی اس حالت میں ہو کہ شوہر مجھے پسند کرلے، کیوں کہ اسی کے ساتھ ساری زندگی کا گزارہ ہے۔ روٹی کپڑا مکان کا وہی سہارا ہے اور زندگی کا بیڑا شوہر کے ذریعے ہی پار ہوگا، لہٰذا اس کو سجا کر پیش کرتے ہیں جس کا نام جسمانی بیوٹی پارلر ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُعا کے ذریعے ہم کو روحانی بیوٹی پارلر عطا فرمایا ہے کہ تمہارا جسم تو وضو کے ذریعے پاک ہو گیا، اب تمہارا دل بھی غیر اللہ سے پاک ہو جائے، تاکہ طہارتِ باطنی کے ساتھ شانِ محبوبیت کی حالت میں اپنے مولیٰ کے سامنے پیش ہو جاؤ کہ تمہیں اللہ پیار کرلے۔ ماں باپ چاہتے ہیں کہ بیٹی کو داماد پیار کرلے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ بندے کو مولیٰ پیار کرلے۔

وضو کے وقت اہل اللہ کی خشیت

اکابر سے سنا ہے کہ بعض بزرگوں پر وضو کرتے ہی خوف طاری ہو جاتا کہ اب اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے، اس لیے وضو کے وقت گپ شپ کرنا، شور و غل کرنا ٹھیک نہیں ہے،

؎ روح المعانی: ۲۶/۱۱، ذکرہ فی باب الاشارات، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

یہ علامت اچھی نہیں ہے۔ وضو خانے میں آوازیں سنتا ہوں جیسے مچھلی بازار۔ جب وضو شروع کرو اس وقت سے اللہ کی عظمت و ہیبت چہرے پر آجانی چاہیے، کیوں کہ اس وضو کے بعد ہم کو مولیٰ کے پاس کھڑا ہونا ہے، عظیم الشان مولیٰ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ خاموشی سے وضو کرو، جب شور و غل کروگے تو وضو کی دُعا کب پڑھوگے، کیوں کہ زبان مشغول ہوگئی فضولیات میں۔

وَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ کے معنیٰ

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ دورانِ وضو حدیث سے ایک ہی دُعا ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ ذَنۡبِیۡ وَوَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ وَبَارِكۡ لِیۡ فِیۡ رِزۡقِیۡ[۱]

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمادیجیے اور میرا گھر بڑا بنادیجیے اور میرے رزق میں برکت عطا فرمائیے۔

وَوَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ یعنی گھر کے وسیع بنانے کے دو معنیٰ ہیں: ایک تو یہ کہ ظاہری طور پر بڑا گھر ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیجیے کہ گناہوں سے ہمارے دل میں اندھیرا ہے، جس کی وجہ سے سارا عالم ضَاقَتۡ عَلَیۡھِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ کا مصداق ہے۔ گناہ گار اور مجرم کو سارا عالم تنگ معلوم ہوتا ہے جیسے میر صاحب کا شعر ہے ؎

شبِ صحرا مہیب سنّاٹا
موت ہو جیسے زندگی پہ محیط

یا صدورِ گناہ سے دل کی
تنگ ہونے لگے فضائے بسیط

جب سارا عالم اس کو تنگ معلوم ہوتا ہے تو اس کو اپنا گھر کیسے بڑا معلوم ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس سے ناراض ہوتا ہوں تو میری ناراضگی تو عرش پر ہوتی ہے، مگر دو علامتوں سے دنیا میں اس کا ظہور ہوتا ہے:

---

[۱] جامع الترمذی: ۱۸۸/۲، باب من ابواب جامع الدعاء، ایچ ایم سعید

۱)ضَاقَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ

پوری دنیا اس کو اندھیری لگتی ہے اور اتنی لمبی چوڑی زمین تنگ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اس کا جینا جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہو جاتا ہے۔

۲)ضَاقَتۡ عَلَیۡہِمۡ اَنۡفُسُہُمۡ[ك]

اور وہ اپنی جان سے بے زار ہو جاتا ہے۔

عظمتِ شیخ کا حق

(وعظ کے دوران خاص احباب میں سے ایک صاحب دوسری طرف دیکھنے لگے تو حضرت والا نے تنبیہ فرمائی کہ) تقریر کے دوران کسی اور طرف نہ دیکھا کرو، یہ بہت ہی تکلیف دہ بات ہے، جب تقریر کی جائے تو کسی اور طرف کیوں دیکھتے ہو؟ تم کو اپنے بابا سے، اپنے شیخ سے کام ہونا چاہیے، اللہ کو تمہاری یہ ادا پسند نہیں آئے گی۔ شیخ کی عظمت کی کمی کی یہ دلیل ہے۔ اللہ کا شکر ہے الحمدللہ! میں جب اپنے شیخ کی بات سنتا ہوں تو کسی کو نہیں دیکھتا کہ کون کہاں بیٹھا ہوا ہے ؎

مست ہوں اپنے حال میں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

اب بتاؤ یہ ادا شیخ کو پسند آسکتی ہے کہ شیخ تو آپ کی طرف متوجہ ہو اور آپ دوسری طرف دیکھ رہے ہوں! اس لیے بزرگوں نے فرمایا کہ بد نظری کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو دیکھ رہے ہیں اور آپ اِدھر اُدھر زید اور بکر کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ چاہتے ہیں کہ بندہ بس مجھے دیکھے۔ دیکھو جسم کی حرکات و سکنات باطن کی غماز ہوتی ہیں، جتنا زیادہ شیخ سے تعلق ہو گا اتنا زیادہ کسی کو کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اگر مربی سے صحیح اور قوی تعلق ہے تو اپنے مربی ہی کی طرف دیکھے گا اور راہ بر کے علاوہ زمین پر آپ کو کچھ نظر نہ آنا چاہیے، جس طرح حج کے زمانے میں عورتیں اپنے شوہر کا دامن پکڑے رہتی ہیں تاکہ گم نہ ہو جائیں، اس لیے جب شیخ مخاطب ہو تو اللہ کے لیے کہتا ہوں کہ اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو کسی طرف مت دیکھو، چاہے

ك التوبة:۱۱۸

بادشاہ بھی بیٹھا ہو۔ شیخ کے سامنے بادشاہ کی کیا حقیقت ہے؟ جس کے دل میں اپنے شیخ کی محبت اور عظمت وقت کے سلاطین سے زیادہ نہ ہو، سمجھ لیجیے یہ مرید عاشق صادق نہیں ہے۔

محبوبیت عند اللہ کے دوام کا طریقہ

تو وضو کی دُعا کے متعلق اللہ نے مجھے یہ علمِ عظیم عطا فرمایا کہ **مُتَطَھِّرِیْنَ** بابِ تفعل سے ہے یعنی تکلیف اُٹھا کر طہارت حاصل کرو، طہارتِ قلبیہ بھی طہارت قالبیہ بھی، دل بھی پاک ہو جسم بھی پاک ہو تو اس کا فائدہ کیا ملے گا؟ تم چوبیس گھنٹے اللہ کے محبوب رہو گے۔ یہ نہیں کہ وضو کے وقت یہ دُعا پڑھ لی اور نماز کے وقت تک پاک صاف رہے، لیکن جب مارکیٹ گئے، کلفٹن گئے، الفنسٹن اسٹریٹ گئے تو نظر خراب کرلی اور تمہاری طہارت متأثر ہوگئی، تو جب طہارتِ باطنی سے اور توبہ کی برکت سے محبوبیت میں جو جگہ ملی تھی جب بھی توبہ کے دائرے سے اور طہارت کے دائرے سے خروج اختیار کرو گے، دائرۂ محبوبیت سے بھی تمہارا خروج ہو جائے گا، اس وقت گناہ کی حالت میں تم اللہ کے پیارے نہیں رہو گے۔ دیکھا آپ نے طہارت اور توبہ کا **یُحِبُّ** سے کیا جوڑ لگا، کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتے ہیں جب تک دائرۂ توبہ سے اور دائرۂ طہارت سے خروج اختیار نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مضارع استعمال فرمایا جو حال اور استقبال کے لیے ہوتا ہے یعنی زندگی بھر جب تک تم توبہ کرتے رہو گے تو ہماری محبوبیت سے تمہارا خروج اور (Exit) نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ساؤتھ افریقہ کے علماء بیٹھے ہیں ان کی مادری زبان انگریزی ہے، اس لیے تھوڑا سا انگریزی لفظ بول دیتا ہوں۔ تو آپ لوگ بتائیے آپ کیا چاہتے ہیں کہ ہم ہر وقت اللہ کے پیارے رہیں، یا کبھی پیارے رہیں اور کبھی غیر پیارے رہیں؟ یعنی کبھی اللہ کے پیارے رہیں اور کبھی اللہ کے پیار سے محروم رہیں؟ تو جب پیار دائمی چاہتے ہیں تو یہ دونوں صفت اپنے اندر پیدا کرلیجیے: ۱) **تَوَّابِیْنَ** کی۔ ۲) **مُتَطَھِّرِیْنَ** کی۔

مُتَطَھِّرِیْنَ کے بارے میں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہاں مراد طہارتِ باطنی اور طہارتِ قلبی ہے، کیوں کہ اصل طہارت یہ ہے کہ غیر اللہ سے ہمارا فاصلہ رہے، کسی طرح سے بھی ہمارا قلب ایک اعشاریہ، ایک ڈگری بھی اللہ سے نہ ہٹے۔ جہاں ہٹنے کا اثر محسوس ہونے لگے اور دیکھے کہ کسی حسین کی طرف دل جھکا جارہا ہے، وہاں سے راہِ فرار اختیار کرو۔

www.khanqah.org

جب تک اس کے ٹارگٹ اور اس کے محاذات سے آگے نہیں بڑھو گے، تمہارے قلب کا قبلہ صحیح نہیں رہے گا۔ یہ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ [۸] کی تفسیر ہے کہ غیر اللہ سے بھاگو۔ اور غیر اللہ سے ہر وہ چیز مراد ہے جس سے آپ کے قلب کا قبلہ متاثر ہو اور ایک اعشاریہ بھی اللہ سے دور ہو۔ جو دل اللہ تعالیٰ سے ایک اعشاریہ بھی دور نہ ہو گا، ایسے دل کو اپنی ذات پاک سے اللہ تعالیٰ ایسے چپٹا لیں گے کہ سارا عالم اسے ایک اعشاریہ اپنی طرف مائل نہ کر سکے گا۔ بتاؤ یہ علمِ عظیم پیش کر رہا ہوں یا نہیں؟ جس کی قسمت میں اللہ کی محبت ہوتی ہے وہ اپنے شیخ کی باتوں کو عظمت و محبت سے سنتا ہے۔ آپ سارے عالم کی خانقاہوں میں پھرو، پھر اس فقیر کی تقریر سنو تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ محسوس کرو گے کہ بزرگوں کی نظر اس فقیر پر کیا اثر رکھتی ہے۔

استغفار اور توبہ کا فرق

اور توبہ کے متعلق ایک ضمنی سوال ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ استغفار کرو اور بعض بزرگ کہتے ہیں کہ توبہ کرو، جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی حکم دیے ہیں کہ استغفار بھی کرو اور توبہ بھی کرو۔ سوال یہ ہے کہ توبہ اور استغفار ایک ہی چیز ہے یا دونوں میں فرق ہے؟ بتائیے کیسا سوال ہے؟ عام مسلمان اور عام اُمتی اس کو ایک ہی سمجھتا ہے، لیکن یہ ایک نہیں ہے دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ میں ان شاء اللہ کوئی چیز بلا دلیل نہیں پیش کروں گا۔ اس فقیر پر اللہ پاک کا کرم ہے، میرے اوپر اللہ کے کرم کا آفتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اپنے رب سے استغفار کرو، مغفرت مانگو ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ [۹] پھر توبہ بھی کرو۔ اگر توبہ و استغفار ایک ہی چیز ہے تو عطف کیوں داخل ہوا؟ کیوں کہ عطف کا داخل ہونا معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت کی دلیل ہے۔ اگر یہ ایک ہی چیز ہوتی تو عطف داخل ہی نہ ہوتا۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہاں حرفِ عطف ثم کا نازل ہونا دلیل ہے کہ استغفار الگ چیز ہے اور توبہ الگ چیز ہے کیوں کہ عطف کا قاعدہ کلیہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت لازم ہے، جیسے ایک آدمی کہے کہ روٹی اور سالن لاؤ اور وہ خالی روٹی لاتا ہے۔

---

۸ الذّٰریٰت:۵۰

۹ ھود:۳

آپ نے پوچھا کہ سالن کیوں نہیں لائے، تو کہتا ہے کہ روٹی اور سالن ایک ہی چیزیں ہیں، تو آپ کہیں گے کہ اگر ایک چیز تھی تو روٹی کے بعد اور کیوں لگایا؟ یہ حرفِ عطف مغایرت کو لازم کر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ روٹی اور سالن الگ الگ چیز ہیں۔ لیجیے اُردو میں بھی عربی نحو کا قاعدہ لگا دیا۔

اسی طرح استغفار اور توبہ ایک چیز نہیں ہے۔ تو استغفار اور توبہ میں کیا فرق ہے؟ استغفار کہتے ہیں کہ جن گناہوں کی وجہ سے ہم اللہ سے دور ہو گئے، خدا کے قُرب سے محروم ہو گئے اور ہماری حضوری دوری میں تبدیل ہو گئی، منزلِ قُرب سے منزلِ غضب میں جا پڑے تو اس دوری کے غم اور عذاب کی وجہ سے ندامت کے ساتھ اپنی اس نالائقی سے معافی چاہنا یہ استغفار کا مفہوم ہے کہ آہ! گناہ کر کے ہم اپنے اللہ سے کیوں دور ہوئے؟ نہ ہم گناہ کرتے نہ قرب سے محروم ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ماضی کے گناہوں پر ندامت سے معافی مانگنے کا نام استغفار ہے[۱۰] اور توبہ کیا ہے؟ توبہ کے معنٰی رُجُوْعٌ اِلَی اللہِ کے ہیں۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں لکھا ہے جو مشکوٰۃ کی عربی زبان میں شرح ہے گیارہ جلدوں میں کہ تَوَّابُوْنَ کے معنٰی رَجَّاعُوْنَ[۱۱] کے ہیں۔ یعنی کَثِیْرُ الرُّجُوْعِ اِلَی اللہِ جس کا ترجمہ میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ گناہ سے تم اللہ سے جتنی دور ہو گئے تھے پھر اپنے اللہ کے پاس واپس آجاؤ، اپنے مرکز اور مستقر سے بھاگ گئے تھے پھر منزلِ جاناں پر آجاؤ، منزلِ محبوب پر آجاؤ، پھر منزلِ مولیٰ پر آجاؤ، پھر اپنے قلب کو اللہ کے قدموں میں ڈال دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ توبہ نام ہے اللہ کے پاس واپس لوٹ آنا، گناہوں کی وجہ سے جس مقامِ قرب سے بندے دور ہو گئے تھے پھر اسی مقام پر واپس لوٹ آنا۔ رُجُوْعٌ اِلَی اللہِ کا نام توبہ ہے کہ گناہوں سے دوری کو ندامت کے ساتھ حضوری سے بدل کر یہ عزم کرنا کہ اے اللہ! آیندہ کبھی آپ کو ناراض نہیں کریں گے، آیندہ کبھی آپ سے دور نہیں ہوں گے، آپ کے دامنِ رحمت سے چمٹ جائیں گے اور آپ کی آغوشِ رحمت میں لپٹ جائیں گے، آپ کے قدموں میں سر رکھ دیں گے اور آیندہ ہمیشہ تقویٰ سے رہیں گے اور کبھی آپ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اس کا نام توبہ ہے۔ اب فرق معلوم ہو گیا؟ استغفار ماضی کی تلافی کرتا ہے اور توبہ عزم عَلَی التَّقْوٰی سے مستقبل روشن کرتا ہے۔

۱۰ روح المعانی:۱۱/۲۰۷،ھود(۳)،دار احیاء التراث،بیروت

۱۱ مرقاۃ المفاتیح:۵/۲۴۹،باب الاستغفار والتوبۃ،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

www.khanqah.org

لفظ تَوَّابِیْنَ کے نُزول کی حکمت

اور اصطلاح میں تَوَّابِیْنَ کی تین قسمیں ہیں: محدثین کی شرح سے پیش کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تَوَّابِیْنَ کو محبوب رکھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تائبین کیوں نہیں فرمایا؟ جواب یہ ہے کہ جب تم کثیر الخطا ہو تو تم کو کثیر التوبہ ہونا چاہیے، جب تمہارا بخار تیز ہے تو جیسا مرض ویسی دوا، جب تم نے خطائیں زیادہ کی ہیں تو زیادہ توبہ کرنے میں تم کو کیا رکاوٹ ہے؟ اسی لیے فرمایا کہ میں محبوب رکھتا ہوں کثرت سے توبہ کرنے والوں کو، کیوں کہ جو کثیر الرجوع نہیں ہیں وہ ہماری جدائی کا احساس بھی زیادہ نہیں رکھتے، وہ ہم سے کچھ فاصلے بھی رکھتے ہیں، اسی لیے پریشانی میں ہیں اور اسی لیے جلدی توبہ بھی نہیں کرتے کہ دوچار گناہ اور کرلیں، ہر بس اسٹاپ پر گناہ کے مزے لوٹ کر جائیں، پھر شام کو گھر آکر توبہ کرلیں گے، کیوں کہ اگر ایک اسٹاپ پر توبہ کرلیں گے تو اگلے اسٹاپ پر مزہ کیسے ملے گا؟ بتاؤ یہ کس قدر کمینہ پن ہے اور تصوف کی روح ہی نہیں ہے اس ظالم کے اندر۔ یہ حق تعالیٰ کی جدائی پر صبر کرنے والا، حرام لذت سے مزے اُڑانے والا، بہت ہی نامناسب مزاج رکھنے والا غیر شریفانہ ذوق رکھتا ہے۔

ولایتِ عامّہ اور ولایتِ خاصّہ

اب رجوع الی اللہ کی تین قسمیں ہیں اور جب شانِ محبوبیت ہماری توبہ یعنی رجوع الی اللہ سے متعلق ہے تو محبوبیت کی بھی تین قسمیں ہوجائیں گی، اللہ کے پیاروں کی تین قسمیں ہوجائیں گی۔ ایک عوامی پیار، کہ اللہ ہر مومن کو پیار دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا[۱۲]

اللہ ہر ولی کو پیار کرتا ہے، ہر مومن کا ولی ہے۔

مگر یہ ولایت عامہ ہے۔ جو تقویٰ سے رہتے ہیں وہ خاص ولی ہیں، ان کی دوستی کا معیار بلند ہوجاتا ہے، مومن متقی ولی خاص ہوتا ہے، لیکن ہر مومن کو ولی فرمایا اگرچہ گناہ گار

۱۲؎ البقرۃ:۲۵۷

www.khanqah.org

ہو مگر میرے دائرۂ دوستی سے خارج نہیں ہے، بوجۂ کلمہ اور ایمان کے کچھ نہ کچھ دوستی یعنی ولایتِ عامّہ تو حاصل ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں تقویٰ شامل نہیں ہے۔ ولایتِ خاصہ تقویٰ پر موقوف ہے، جس کی دلیل اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ہے۔ اور فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ[۱۳]

فرماتے ہیں میری ولایت اور دوستی کا معیار اور علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اندھیروں سے نکالتا رہتا ہے فی الحال بھی اور مستقبل میں بھی۔ ظلمات جمع ہے اور نور واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اندھیرے کو جمع اور نور کو مفرد کیوں نازل فرمایا؟ اس کی وجہ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

جَمَعَ الظُّلُمَاتِ بِكَثْرَةِ فُنُوْنِ الضَّلَالِ[۱۴]

ظلمات کو جمع نازل فرمایا، کیوں کہ گمراہی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کفر کی گمراہی اور ہے، فسق کی گمراہی اور ہے، زنا کی اور ہے، بد نظری کی اور ہے، تکبر کی اور ہے۔ بس چوں کہ گمراہی کی بے شمار طرحیں اور اقسام ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ظلمات کو جمع نازل فرمایا اور نور کو واحد نازل فرمایا لِوَحْدَةِ الْحَقِّ کیوں کہ حق ایک ہوتا ہے۔

تو میں کہہ رہا تھا جتنی تَوَّابُوْنَ کی قسمیں ہوں گی توبہ کی بھی اتنی ہی قسمیں ہیں اور اتنی ہی محبوبیت کی قسمیں لازمی ہو جائیں گی۔ تو اب سنیے توبہ کی تین قسمیں ہیں:

توبہ کی تین قسمیں

۱) تَوْبَةُ الْعَوَامِ ۲) تَوْبَةُ الْخَوَاصِ ۳) تَوْبَةُ اَخَصِّ الْخَوَاصِ

تو اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی بھی تین قسمیں ہو جائیں گی:

۱) محبوبیتِ عامہ سے محبوبِ عام ۲) محبوبِ خاص ۳) محبوبِ اخصّ الخواص

یعنی اللہ کا پیار عوامی والا اور اللہ کا پیار علَی الخواص اور اللہ کا پیار اخصّ الخواص والا یعنی اللہ کے

---

[۱۳] البقرۃ:۲۵۷

[۱۴] روح المعانی:۳/۱۴،۱۳، البقرۃ(۲۵۷)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

پیارے، پھر خاص پیارے، پھر خاص میں بھی اخصّ الخواص۔ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کا کون سا پیار چاہتے ہیں؟ اخصّ الخواص والا، سب سے اعلیٰ والا یا یوں ہی معمولی؟ دیکھو! ایک دن مرنا ہے۔ اگر اعلیٰ درجہ کے پیار کو نہیں پاؤ گے تو پچھتانا پڑے گا، لہٰذا جس دنیا پر مر رہے ہو اور جس کی وجہ سے اخصّ الخواص والا پیار حاصل نہیں کر رہے ہو کہ میں نہایت بزی (مصروف) ہوں تو سمجھ لو جن پر بزی ہو یہ سب چھوٹنے والے ہیں۔ بیوی ہو، بچہ ہو، سموسہ ہو، پاپڑ بریانی ہو۔ مرنے کے بعد کوئی مُردہ سیٹھ ایسا ہے جو ایک قطرہ چائے یا مکھن کی ایک ڈلی نگل لے۔ میں ایک ہزار روپیہ اس کو انعام دوں گا اگر کوئی مُردہ مکھن کی ایک ٹکیہ نگل لے اور مُردہ تو لے گا نہیں اس کے وارث کو دوں گا۔

توبہ کی پہلی قسم

توبہ کی پہلی قسم کا نام ہے:

اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَةِ اِلَی الطَّاعَةِ

توبۂ عوام یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دے اور اللہ کی فرماں برداری میں لگ جائے۔ مولانا عبدالحمید صاحب کا افریقہ سے فون آیا کہ یہاں دو سو معتکف ہمارے پاس ہیں اور جب مجلس کرتا ہوں تو تین سو ہو جاتے ہیں اور لکھنؤ تک کے علماء آئے ہوئے ہیں۔ موزمبیق اور دوسرے ملکوں کے علماء آئے ہوئے ہیں اور میرے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہیں۔ کہنے لگے ڈرتا ہوں کہ دل میں بڑائی نہ آجائے۔ میں نے کہا: آپ شکر ادا کریں، تشکر اور تکبر میں تضاد ہے۔ تشکر کریں گے تو اللہ کا قرب ملے گا، تکبر سے بُعد ہوتا ہے اور تشکر سے قُرب ہوتا ہے اور بُعد اور قرب میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے۔ یہ میرا ٹیلی فونک خطاب ہے۔ تکبر ہمیشہ ظالم اور احمق کو ہوتا ہے جو اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا، اللہ سے ہٹ کر اپنی صفت پر اس کی نظر آجاتی ہے۔ شکر سے اللہ کی صفتِ قرب اس کو عطا ہو تو ناممکن ہے کہ اس میں تکبر بھی آجائے، چوں کہ تکبر نام ہے بندے کا اپنے مولیٰ سے غافل ہو کر اپنی کسی صفت پر نظر کرنا کہ میں ایسا ہوں، اس لیے دوسروں سے برتر ہوں۔ جیسے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کے حسن و جمال پر فدا ہوں۔ اس کے بعد پھر آئینہ لے کر کہتا ہے کہ آپ کا تمام حسن و جمال اور شانِ کمال

www.khanqah.org

تسلیم مگر واہ رے میری ناک اور واہ رے میرا کتابی چہرہ اور واہ رے میری پتلی کمر جو ؎

کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

کا مصداق ہے۔ ایسے عاشق کو محبوب بھی ایک جوتا مارے گا، کہے گا کہ تم مجھ پر عاشق ہو تو میری خوبیوں سے نظر ہٹا کر اپنی خوبی کیوں دیکھتے ہو؟ تو مولیٰ سے نظر ہٹا کر اپنی خوبی دیکھنے والا احمق ہے اور احمق ہمیشہ متکبر ہوتا ہے۔

تو عوام کی توبہ کا نام ہے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَۃِ اِلَی الطَّاعَۃِ جو گناہوں کو چھوڑ کر فرماں بردار ہوگئے اور ان کی توبہ سے اللہ نے ان کو محبوب بنالیا، یہ توبۃ العوام ہے، پس جو توبۃ العوام تک رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام لوگوں والا پیار اور محبت ملے گی۔

توبہ کی دوسری قسم

اس کے بعد توبۃ الخواص ہے۔ وہ کیا ہے؟

اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَۃِ اِلَی الذِّکْرِ

یعنی فرماں بردار تو پہلے ہی تھے مگر اپنے شیخ کا بتایا ہوا ذکر و تلاوت سب بھول گئے تھے، لیکن پھر چوں کہ دوبارہ اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ ذکر کی قضا نہیں ہے ندامت کافی ہے۔ ذکر چھوٹ گیا تو اب پھر شروع کر دو، اللہ کی یاد سے پھر جان میں جان آجائے گی ؎

مدت کے بعد پھر تیری یادوں کا سلسلہ
اِک جسمِ ناتواں کو توانائی دے گیا

اللہ کے ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے، اس بات کو یاد رکھو۔ میں نے جن کو سو بار ذکر بتایا ہے اگر کسی دن تھک گئے ہو، تو دس دفعہ ہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ لو اور دس مرتبہ اَللہ اَللہ کرلو۔ ایک پر دس کا وعدہ ہے، آپ کا سو پورا ہو جائے گا۔ بھئی دس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور دس دفعہ اَللہ اَللہ کرنا کیا مشکل ہے؟ لیکن ناغہ نہ کرو۔ آپ سفر پر جاتے ہیں، جب کھانا نہیں کھاتے یا کھانا نہیں ملتا تو آپ ایک پیالی چائے بسکٹ لیتے ہیں یا نہیں کہ کمزوری نہ ہو، تو یہاں ایک پیالی چائے ایک بسکٹ آپ کو کمزوری سے بچانے کے لیے کافی ہے، اس لیے دس دفعہ اللہ کا نام لے لو تاکہ روحانی

www.khanqah.org

کمزوری نہ آئے، بس دس دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھ کر سو جاؤ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمارے جسم و قلبِ ناتواں کو اس طرح چپٹا لے کہ اگر ہم آپ کو بھولنا بھی چاہیں تو بھول نہ سکیں ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو تعلق مچھلی کو پانی سے ہے وہی اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کو اللہ سے ہے۔ اگر چھوٹی مچھلی سے کہا جائے کہ دریا میں بڑے بڑے گھڑیال اور مگرمچھ آئے ہوئے ہیں اور بڑی مچھلیاں بھی آئی ہوئی ہیں جو تم کو کھا جائیں گی، لہٰذا تم کچھ دن خشکی پر گزار لو، پانی سے ہٹ کر ہمارا ایک (Hut) ہے، ہمارے ہٹ میں آ جاؤ۔ تو مچھلی کہے گی اگر ہم پانی سے ہٹ جائیں گے، تو آپ کے ہٹ کو کیا کریں گے؟ ہم تو زندگی ہی سے ہٹ جائیں گے۔ اگر مچھلی سے کوئی کہے کہ پانی کے ساتھ گستاخی نہ کرو، یہاں لیٹرین نہ بناؤ اور زیادہ ٹھنڈ میں مت پھرو، کہیں تم کو کھانسی نزلہ نہ ہو جائے، تو مچھلی کہے گی: اے انٹر نیشنل بے وقوف! تم نے اپنی زندگی میں کبھی مچھلی کو کھانستے دیکھا ہے اور اپنے باپ داداؤں سے بھی پوچھ لو کہ کسی مچھلی کو کبھی کھانسی آئی ہے؟ کبھی شربتِ نزلہ زکام پلایا ہے اس کو۔ اب رہ گیا بڑی مچھلیاں چھوٹی کو نگل جائیں گی تو چاہے کچھ ہو، باہر تو موت یقینی ہے اور یہاں موت یقینی نہیں ہے، ممکن ہے نہ نگلیں، لیکن پانی کے باہر یقینی موت دیکھ کر ہم پانی سے نہیں نکلیں گی۔ اسی طرح اللہ کا دریائے قرب مومن کی حیات ہے اور دریائے قرب سے باہر گناہ میں یقینی موت ہے، اس لیے گناہ سے بچنے میں ساری زندگی بے کیف اور پریشان رہنا، یہ پریشانی ہماری حیات کا سبب ہے اور اللہ کی رحمت کے نزول کا سبب ہے اور گناہ کرنے سے سکون اور لذت یہ اللہ کی لعنت کا ذریعہ ہے، لہٰذا ہم گناہ کی لعنت نہیں لیں گے ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے

کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

گجراتی کے پاس گجراتی شیطان ہوتا ہے اور عرب کے پاس عرب شیطان۔ جس ملک کا انسان ہوتا ہے اسی ملک کا شیطان بھی ہوتا ہے، لہٰذا گجراتی سے کہتا ہے کہ دیکھو تمہارے اسٹور میں وہ لڑکی ہے تم کو بہت مجا (مزہ) آئے گا، ایک نظر دیکھ تو لو کہ اللہ نے کیا ڈیزائن بنایا ہے۔ ایک صاحب نے لکھا کہ میں حسینوں کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہوں کہ واہ رے اللہ! کیا شان ہے آپ کی! لہٰذا دنیا کے جتنے حسین ہیں یہ سب آئینۂ جمالِ خداوندی ہیں، ان کے آئینہ

www.khanqah.org

میں میں اللہ کا جمال دیکھتا ہوں۔ حکیم الامت نے کیا جواب لکھا کہ آئینہ ہونا تسلیم، مگر یہ آتشی آئینے ہیں، جل کر خاک ہو جاؤ گے، نہ تم رہو گے نہ تمہارا ایمان رہے گا، لہٰذا تقویٰ سے رہو، تقویٰ سے رہنے میں جو مصائب آئیں انہیں لبیک کہو۔ اللہ کا وعدہ ہے:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ﴿۴﴾[۱۵]

جو اللہ سے ڈر کر رہتا ہے، گناہ سے بچتا ہے اللہ اس کے کام کو آسان کر دیتے ہیں۔

اہل اللہ کے کاموں میں آسانی کا راز

اب جو بات کہنا چاہتا ہوں شاید ہی کسی تفسیر میں پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں اور دوستوں کے مشکل کام کو کیوں آسان کر دیتے ہیں؟ اس کا کیا راز ہے؟ تو راز سنیے۔ ایک دوست ہمارے پاس یا آپ کے پاس روزانہ آتا ہے، تھوڑی دیر بیٹھتا ہے۔ چھ مہینے تک آیا پھر آنا بند کر دیا، تو آپ اپنا آدمی بھیجتے ہیں کہ دیکھو کیا بات ہے؟ نہ معلوم کس مشکل میں مبتلا ہو گیا ہے۔ تو اس کا آنا آپ کو پیارا اور محبوب تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ کسی مقدمے میں پھنس گیا ہے، تو اگر آپ مال دار ہیں تو فوراً کہیں گے کہ مقدمہ لڑو، وکیل کا خرچہ ہم دیں گے۔ جو کچھ آپ کے اختیار میں ہو گا آپ اس کو نجات دلائیں گے اور کہیں گے کہ تم آیا کرو، تمہارا مشکل کام ہم ان شاء اللہ آسان کر دیں گے، تمہارے نہ آنے سے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بندہ روزانہ اللہ کو یاد کرتا ہے لیکن پھر کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے اور ذکر ناغہ کر دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو تلاش کرتی ہے اور اس کے مشکل کاموں کو آسان کر دیتی ہے۔ پیاسے اگر پانی کو ڈھونڈتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔ ہم تنہا نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں پیار کرتے ہیں تبھی تو ہم ان کو پیار کرتے ہیں۔

یُحِبُّھُمۡ کی تقدیم کی وجہ

محبت دونوں جانب سے ہے، لیکن یُحِبُّھُمۡ پہلے ہے یُحِبُّوۡنَہٗ بعد میں ہے۔ تنہا بندہ اللہ سے پیار نہیں کرتا، پہلے اللہ اپنے بندے سے پیار کرتے ہیں یُحِبُّھُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗ اس کی دلیل

۱۵؎ الطلاق:۴

ہے۔ اور اپنی محبت کو مقدم کر کے بتادیا کہ اے صحابہ! تم جو محبت کرتے کرتے اپنی جانیں دے رہے ہو، مجھ پر قربان ہو رہے ہو، قبر میں اُتر رہے ہو، یہ کوئی تمہارا کمال نہیں ہے، بلکہ یہ میری محبت کا فیضان ہے۔ یہاں تفسیر روح المعانی کا جملہ نقل کرتا ہوں کہ یُحِبُّهُمْ کو کیوں مقدم فرمایا؟ اللہ اپنی محبت کو پہلے کیوں بیان کر رہے ہیں؟ صحابہ کی محبت کو بعد میں بیان کر رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہے لِيَعْلَمُوْا اَنَّهُمْ يُحِبُّوْنَ رَبَّهُمْ بِفَيْضَانِ مَحَبَّةِ رَبِّهِمْ[۱۶] تاکہ صحابہ جان لیں کہ ان کی محبت جو ان کو اپنے رب کے ساتھ ہے، یہ دراصل ان کے رب کی محبت کے فیضان سے ہے، چوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں، اس لیے یہ اللہ سے محبت کر رہے ہیں، اور آگے فرمایا: ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ یہ میرا فضل ہے۔ اللہ کے فضل سے رجوعِ جسمانی بھی ہے اور اللہ کے فضل سے رجوعِ باطنی بھی ہے، لہٰذا محبت میں جب ترقی محسوس کرو تو سمجھ لو کہ یہ مالک کا فضل ہے۔

فضل کے ایک اور معنیٰ

اور روزی کو بھی اللہ نے فضل فرمایا:

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ[۱۷]

جمعہ کی نماز ہو گئی اب جاؤ مارکیٹ، دوکان کھول سکتے ہو، دوکان کھولنا جائز ہے، لہٰذا جاؤ اور اللہ کے فضل سے کچھ حاصل کرلو، بہت بڑا مال دار بننے کی کوشش مت کرو، اپنی ضروریات بھر کمالو جس سے تمہارا گزارہ ہو جائے، یہ نہیں کہ ساری دنیا تم ہی سمیٹ کے بیٹھ جاؤ، اتنا زیادہ بزی نہ ہونا کہ نماز ہی غائب کر دو۔ تو فضل یہاں بھی ہے اور مسجد سے نکلتے وقت بھی فضل کا سوال ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ[۱۸] کہ اے اللہ! مسجد میں روحانی طور پر تو غذا ہم نے حاصل کرلی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[۱۹] مگر آپ نے پیٹ بھی تو بنایا ہے اب

۱۶ روح المعانی: ۶/۱۶۲، المائدة (۵۴)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۷ الجمعة: ۱۰

۱۸ صحیح مسلم: ۱/۲۴۸، باب مایقول اذا دخل المسجد، ایچ ایم سعید

۱۹ الجمعة: ۴

ہم کو چائے انڈا مکھن بھی دے دیجیے۔ فضل سے مراد یہاں رزق ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ کے متعلق علومِ نافعہ

اور مسجد میں داخل ہونے کی دُعا:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ[۲۰]

اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

تو یہاں مراد کون سی رحمت ہے؟ نماز معراج المؤمنین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج عطا ہوئی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت پیش کی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ میری تمام قلبی عبادات اے اللہ! آپ کے لیے خاص ہیں وَالصَّلَوَاتُ اور بدنی عبادات بھی آپ کے لیے خاص ہیں، وَالطَّيِّبَاتُ اور مالی عبادات بھی آپ کے لیے خاص ہیں۔ تو معراج کے وقت جب اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو تین قسم کی عبادات نبی نے پیش کی ہیں اور نبی کہاں سے پیش کرتے؟ اللہ نے سکھایا کہ یہ کہو۔ تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھایا کہ اَلتَّحِیَّاتُ قلبی عبادات وَالصَّلَوَاتُ بدنی عبادات وَالطَّيِّبَاتُ مالی عبادات سب اے خدا! آپ پر فدا ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے تین قسم کی عبادات سکھائیں اور اس ادائے بندگی پر تین قسم کی عطائے خواجگی ہے۔ وہ کیا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

اے نبی! تم نے پہلی عبادت قلبی مجھ پر فدا کی تو میری طرف سے پہلا انعام میرا سلام لے لو اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ ہمیشہ سلامت رہیں گے، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ کبھی سلامتی ہو کبھی نہ ہو، میں دائمی سلامتی دیتا ہوں۔ آپ ہمیشہ سلامت رہیں گے، کیوں کہ خیر کے بدلے میں خیر ملی۔ اور اس کے بعد آپ کی بدنی عبادت پر کیا ملے گا؟ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ نماز آپ کی بدنی عبادت ہے، لہٰذا بدنی عبادت پر میری رحمت ہے، کیوں کہ آپ نے اپنے جسم کو ہماری عبادت میں لگا دیا، ہم آپ کی ادائے بندگی دیکھ رہے ہیں کہ کبھی قیام میں آپ ہمارے

[۲۰] صحیح مسلم: ۲۴۸/۱، باب ما یقول اذا دخل المسجد، ایچ ایم سعید

سامنے کھڑے ہیں، کبھی رکوع میں جھک رہے ہیں۔ کبھی سجدے میں سر رکھ کر مجھ پر فدا ہو رہے ہیں، لہٰذا آپ پر رحمت کی بارش عطا کروں گا۔ وہی رحمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دی کہ جب تم مسجد کو جاؤ تو نماز تمہاری معراج ہے، لہٰذا تمہارے نبی نے جو رحمت پائی ہے میری رحمت نہیں چاہتی کہ میرا اُمتی محروم رہے، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ رحمت میری اُمت بھی پا جائے، لہٰذا مسجد میں داخلے کے وقت اس نبی رحمت نے سکھا دیا کہ کہو:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

بدنی عبادت کے بعد جو مالی عبادت آپ نے پیش کی کہ **وَالطَّیِّبَاتُ** اے اللہ! میرا سب مال آپ پر فدا ہو، اس پر میری طرف سے انعام ہو گا **وَبَرَکَاتُہٗ** دیکھیے! قلبی عبادت پر سلامتی مفرد ہے، بدنی عبادت پر رحمت مفرد ہے، مگر مالی عبادت پر برکت مفرد نہیں **بَرَکَاتُہٗ** فرمایا جو برکت کی جمع ہے اور برکت کے معنیٰ کیا ہیں؟ فیضانِ رحمتِ الٰہیہ۔ یہ برکت کی تعریف ہے کہ اے بندے! تو نے ہم پر مال خرچ کیا، لیکن ہماری طرف سے تجھ پر برکت نہیں بلکہ برکات، بے شمار رحمتیں نازل ہوں گی اور جس پر میری رحمتیں نازل ہوں تو اس کے کیا کہنے! اس کے گردے فیل نہیں ہوں گے، ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا پڑے گا، ہر بلا سے میں اسے بچاؤں گا۔ میرے نام کی کرامت اور ہے۔

نُزولِ برکت کی علامت

آہ! ابھی ایک علمِ عظیم عطا ہوا کہ تم کو کیسے معلوم ہو کہ میرے نام کی برکتیں نازل ہو رہی ہیں؟ اگر تمہارا مال سینما پر، وی سی آر پر اور میری کسی نافرمانی میں خرچ نہیں ہو رہا ہے، تو سمجھ لو میری برکت آگئی ہے۔ میری رحمت جس مال پر ہو وہ مال نافرمانی میں کیسے خرچ ہو سکتا ہے؟ جس مال پر میرے نام کی برکت ہو گی وہ مجھ پر خرچ ہو گا، میرے دین کی اقامت پر، دین کی اشاعت پر خرچ ہو گا۔ آؤ! دین پر جان مال خرچ کرو، میں بلاتا ہوں:

مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللهِ [۲۱]

---

۲۱ الصف:۱۴

www.khanqah.org

اور میرے ساتھ سارے عالَم میں چلو، پھر دیکھو کہ اللہ کے نام میں کیا مزہ ہے اور اللہ کتنا پیارا ہے۔ بھول جاؤ گے اے سلاطین! تم اپنے تخت و تاج کو اور بھول جاؤ گے لیلائے کائنات کو اور کھوگے کہ تمہارے نمک میں کیا رکھا ہے؟ کتنی ہی من چاہی لیلائے کائنات کو کوئی سیٹھ صاحب ایک لاکھ ڈالر دے کر اپنی گود میں بٹھائے ہوئے ہے کہ اس کے رقیب ڈاکٹر نے پہلے ہی اس لیلائے کائنات کو موشن (Motion) کی دوا دے دی تھی کہ سیٹھ صاحب کی گود ہی میں اس کو کئی موشن ہوگئے اور اب ہوا تڑاتڑ نکل رہی ہے۔ ایسی فانی اور غلاظت و نجاست کے حامل افراد پر مرنا کتنا گدھاپن اور خباثت ہے۔ مرنا ہے تو مولیٰ پر مرو جو سارے عالم کی لیلاؤں کا نمک تمہارے دل میں گھول دے گا۔ اور مہر بھی دینا نہیں پڑے گا، روٹی کپڑا مکان بھی نہیں دینا پڑے گا اور تم پر غسل بھی واجب نہیں ہوگا، مگر محبت سے جب ایک اللہ کہوگے تو سارے عالم کی لیلاؤں کا نمک دل میں وہ اللہ گھول دے گا، کیوں کہ جب مولیٰ دل میں آئے گا تو اپنی تخلیقی صفت نمک بھی ساتھ لائے گا، دل میں سارے عالم کے سموسے آجائیں گے۔ گجراتیو! جب مولیٰ دل میں آئے گا یعنی متجلی ہوگا، تو سارے عالم کے سموسوں کی لذتیں اپنے قلب میں پاجاؤ گے۔ صرف دونوں جہاں ہی نہیں پاؤ گے، اگر دونوں جہاں ہی پایا تو کیا پایا؟ ارے دونوں جہاں سے بڑھ کر مزہ پاؤ گے۔ اللہ کے برابر دونوں جہاں ہو سکتے ہیں؟ میرا شعر ہے ؎

وہ شاہِ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

تو توبۃ العوام میں آپ کو اللہ کا عام پیار ملے گا اور توبۃ الخواص میں خواص کا پیار ملے گا۔ اب ایک درجہ اور رہ گیا ہے اخص الخواص کا یعنی دودھ سے مکھن، مکھن سے گھی۔ تو اب گھی نکال رہا ہوں۔ پہلے دودھ تھا، اس کی ملائی بنائی، ملائی سے پھر مکھن، مکھن سے پھر گھی۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم اللہ کے عام پیارے بنیں، اس کے بعد پیاروں میں خاص پیارے بنیں، پھر خاصوں میں خاص بن جائیں؟ ہم کس لیے پیدا ہوئے ہیں؟ کیا ان حسینوں پر مرنے کے لیے۔ جن کی صورت بگڑنے کے بعد بڑے بڑے عاشقوں کو بھاگتے دیکھا ہے۔ وہ معشوق کہتا ہے کہ کیا بات ہے آپ تو مجھے دیکھا کرتے تھے؟ تو کہتے ہیں کہ اب وہ بات نہیں رہی۔ تالاب تو وہی ہے لیکن

جس پانی پر میں مرا تھا وہ پانی نہیں رہا۔ (اس مقام پر اچانک فرمایا کہ میر صاحب بتاؤ عظیم مضمون ہے یا نہیں؟ میر صاحب نے عرض کیا، تو فرمایا دیکھیے! میر صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ آج تو آپ نے مُردوں کو زندہ کر دیا۔ جامع)

اللہ کے نام کا بے مثل مزہ کون پاتا ہے؟

میں پھر کہتا ہوں کہ اللہ کا نام دردِ محبت سے لینا سیکھ لو اور گناہوں کے ملیریا کا علاج کرلو، کیوں کہ جسمانی ملیریا میں صفراویت بڑھ جاتی ہے تو بریانی اور شامی کباب کا مزہ نہیں آتا۔ جن کو گناہوں کا ملیریا ہے، جو پیشاب پائخانے کے مقامات سے مانوس ہیں، تو اللہ کی محبت کا ذوق ان کی سمجھ میں نہیں آتا، اس لیے میں کہتا ہوں کہ ایک اللہ دردِ دل، دردِ محبت سے کہو گے مگر پہلے گناہ سے بچ جاؤ تو اللہ کے نام میں وہ مزہ پاؤ گے کہ لذتِ دوجہاں کو بھول جاؤ گے۔ جیسے پہلے کپڑے سے پیشاب پاخانہ دھولو، پھر عود کے عطر کا مزہ آئے گا۔ اللہ کے نام کا اگر مزہ لینا ہے تو غیر اللہ سے قلب کو پاک کرلو، اللہ والوں کے ساتھ رہو، تقویٰ حاصل کرو، ایک سانس بھی اللہ کے خلاف نہ لو، پھر جب متقی قلب سے تعلق مع اللہ کے ساتھ اللہ کہو گے تو پتا چلے گا کہ اللہ کے نام میں کیا مزہ ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو جیسے میری روح میں کوئی شکر گھول دیتا ہے اور فرماتے ہیں میرے بال بال میں شہد کا دریا بہہ جاتا ہے۔ جو اللہ حوروں کو حسن دے سکتا ہے، لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے، سموسہ پاپڑ میں لذت دے سکتا ہے، وہ اللہ جب دل میں متجلی ہوتا ہے تو دونوں جہاں کی لذت کا کیپسول دل میں آتا ہے۔ کیپسول میں دو حصہ ہوتا ہے، ایک نیچے اور دوسرا اوپر۔ نیچے دنیا ہے اوپر آخرت ہے، تو جب اللہ دل میں آئے گا تو دونوں جہاں کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ دل پائے گا، کیوں کہ خالق و مخلوق برابر نہیں ہوسکتے۔ خالقِ جنت اور جنت کا مزہ برابر نہیں ہوسکتا۔ تو میں آپ کو دونوں جہاں کی لذتوں سے بڑھ کر لذت کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔ آہ! میں نے آپ سے نہیں کہا کہ آدھی رات کو جا کر قبرستان میں چلّہ کھینچو، دریا میں اُترو۔ ہم تو آپ سے یہ کہتے ہیں کہ دونوں جہاں کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ لینے کے لیے آجاؤ،

www.khanqah.org

عشقِ خدا کے مدرسے میں داخلہ لے لو۔ بس اللہ سے محبت ہو جائے، جب اللہ پیارا ہو گا تو ان کا ہر حکم خود ہی مانو گے۔ پھر نماز روزہ کے لیے کہنا نہیں پڑے گا۔ اللہ اتنا پیارا ہے کہ جب وہ دل میں آئے گا اور دل اللہ پر فدا ہو گا تو جسم ظالم کیوں نہ فدا ہو گا۔ جسم تابع ہے دل کے، جب دل اللہ پر فدا ہو گیا تو نماز بھی پڑھیں گے، روزہ بھی رکھیں گے، اللہ کو ناراض نہیں کریں گے، جان بھی دے دیں گے، شہادت بھی قبول کرلیں گے۔

توبہ کی تیسری قسم

آخر میں سب سے پیارا درجہ اخص ّالخواص کا ہے جن کو اولیائے صدیقین کہتے ہیں۔ تو اخص الخواص کی توبہ کیا ہے:

اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَیْبَۃِ اِلَی الْحُضُوْرِ[۲۲]

جو ایک لمحہ اپنے دل کو اللہ سے غائب نہ ہونے دے، ہر وقت قلب کو اللہ کے سامنے رکھے، جب اِدھر اُدھر ہو فوراً ٹھیک کرلے، ان کا رجوع گناہ سے نہیں ہوتا، گناہ سے تو عموماً محفوظ کردیے جاتے ہیں، بس کبھی دل پر کچھ غبار سا، کچھ حجاب سا آ گیا اس غبار کو ہٹا کر وہ دل کو اللہ تعالیٰ کے محاذات میں لے آتے ہیں۔

توبہ کے معنیٰ ہیں رجوع کرنا۔ رجوع کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جب کوئی اپنے گھر سے باہر نکل جائے پھر لوٹ آئے، تو اللہ کے قُرب کی منزل سے دور ہونا لیکن پھر نادم ہو کر منزلِ قرب پر واپس لوٹ آنا اس کا نام رجوع الی اللہ ہے، توبہ ہے۔ معلوم ہوا کہ توبہ کی فرضیت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ کبھی کبھی اللہ کے قرب سے ہمارا خروج ہو گا، شیطان و نفس کبھی ہم کو اللہ سے دور کردیں گے، لہٰذا جلد لوٹ آؤ۔ اب اس لوٹنے کی تین قسمیں ہیں جو ابھی بیان ہو گئیں۔ اللہ کی طرف سے جیسا جس پر **یُحِبُّ** کا ظہور ہو گا ویسی ہی اس کی توبہ ہو گی۔ عوام پر اللہ کی شانِ محبوبیت عام ہے، خاص پر خاص ہے، اخص ّالخواص پر اعلیٰ درجے کی محبوبیت اور پیار ہے، جس پر میں نے ایک شعر بھی کہا ہے؎

---

[۲۲] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۰۶، باب اسماء اللہ تعالی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذت چشید

اللہ تعالیٰ کے عاشق اپنی نظر کو حسینوں سے بچا کر زخمِ حسرت کھاتے ہیں اور خونِ آرزو کرتے ہیں، اس مجاہدے کی برکت سے ان کی جان اللہ کے پیار کی وہ لذت محسوس کرتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ وہی لوگ ہیں جو حوصلے میں ہیجڑے اور مخنث نہیں ہوتے، اپنے بازِ شاہی سے شاہ بازی سیکھتے ہیں۔ اور بازِ شاہی کون ہے؟ شیخ ہے۔ اس سے شاہ بازی سیکھتے ہیں، حسینوں کے محاذات سے ہٹ جاتے ہیں، دیکھنا تو درکنار اس کے ٹارگٹ اور محاذات میں بھی نہیں رہتے، کیوں کہ میگنٹ ادھر بھی ہے، اس کے سامنے رہیں گے تو اندیشہ ہے کہ کھنچ جائیں گے۔ ایک میگنٹ دوسرے کو کھینچتا ہے، لہٰذا فوراً اس کے ٹارگٹ اور محاذات سے آگے بڑھ جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اٹھنی اور میگنٹ کو سامنے کرو تو اٹھنی پھنستی جاتی ہے اور اگر زیادہ نزدیک گیا تو میگنٹ سے چپٹ جاتی ہے، لیکن اگر اس اٹھنی کو جلدی سے گزار دو تو میگنٹ کے دائرۂ کشش سے اس کا خروج ہوگیا، اب اس سے نقصان کم ہوگا۔ جب کوئی حسین سامنے آئے، تو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللہِ آہستہ مت چلو، اللہ کے پاس بھاگ کر جاؤ مگر کتنا بھاگو؟ اتنا بھاگو کہ اللہ کو دل میں پاجاؤ، مولیٰ کے پاس جاکر لپٹ جاؤ، سجدے میں پڑجاؤ۔ اللہ ایسا پیارا ہے جو ان سے چپٹتا ہے سارا عالم اسے لپٹاتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی پانی میں کرنٹ چھوڑدے تو اس پانی کو مت چھوؤ، کرنٹ لگ جائے گا، لیکن اللہ والوں سے مصافحہ کرنے سے مت ڈرو، ان پر اللہ کی معیت کی بجلی ہے۔ یہ وہ کرنٹ ہے جو حیات عطا کرتا ہے۔ دنیا کا کرنٹ موت دیتا ہے۔ دنیاوی بجلی کا اگر کرنٹ لگ جائے تو موت آتی ہے، لیکن اللہ والوں پر جو جذب کی تجلی ہے ان سے مصافحہ کرنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان کو دیکھنا ان شاء اللہ ضرور جذب کا ذریعہ ہوجائے گا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیب کی منڈی میں سیب مت خریدو، باغ میں چلے جاؤ، منڈی میں خراب سیب بھی ہوتے ہیں، لیکن باغ میں تازہ سیب ملیں گے، باغ میں سوتے بھی رہوگے تو سیب کی خوشبو سے ہی دماغ تازہ ہوجائے گا۔ یہ اللہ والے اللہ کی محبت کے باغ ہیں، اللہ والوں کے یہاں پڑے ہوئے سوتے بھی رہو تو اللہ والوں کا

نور ہوا کے ذریعہ تمہارے اندر جاتا رہے گا، اس لیے بڑے بڑے عبادت گزار اس مقام تک نہیں پہنچے جو اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والوں کو مل گیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب ہمارے دادا پیر فرماتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو سو برس کی تہجد سے وہ قرب نہ ملتا جو چند دن شمس تبریزی کے پاس بیٹھنے سے مل گیا۔ دوسرے یہ کہ اب کوئی قیامت تک صحابی نہیں ہو سکتا، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا دیدہ آنکھوں کی پیغمبرانہ نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے ہائی پاور بلب تھے کہ اب قیامت تک کسی کو ویسا بلب نہیں مل سکتا۔ جو شخص ایک کروڑ پاور کا بلب دیکھ لے اور بلب بھی ایسا کہ اس جیسا قیامت تک دوسرا بلب نہ پیدا ہو، تو اس بلب کے دیکھنے والوں کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتا، لہٰذا قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

اب اللہ سے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو وہ دردِ دل عطا فرمادے جو آپ اخص الخواص کو دیتے ہیں اور اختر اور ہم سب بہت اعلیٰ قسم کی ڈش مانگ رہے ہیں تو اے خدا! اخص الخواص اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے ہم سب کو اور پورے عالم کو بلا استحقاق عطا فرمادیں۔ ہماری دنیا بھی بنادیجیے اور آخرت بھی بنادیجیے۔ ہم دنیا بھی چاہتے ہیں اور آخرت بھی چاہتے ہیں مگر آپ کی محبت سب پر غالب چاہتے ہیں۔ آپ کی محبت کے مقابلے میں دونوں جہاں ہمارے سامنے نہ رہیں سب سے زیادہ اپنی محبت کو ہم پر غالب فرمادیجیے۔ اور جو نہیں مانگا بلا مانگے ہم بھک منگوں کو دونوں جہاں عطا فرمادیجیے، ہماری جھولیوں میں دونوں جہاں کی نعمتیں بھر دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو بہت آسان فرما دیا، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ بظاہر نہایت آسان نظر آنے والے اس عمل کا ظہور بھی توفیقِ الٰہی کے بغیر ناممکن ہے۔ بعض اوقات گناہوں کی کثرت کے باعث انسان سے توفیقِ توبہ سلب کرلی جاتی ہے، پھر وہ توبہ کرنا بھی چاہے تو توبہ کے الفاظ اس کی زبان سے ادا نہیں ہوتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی توفیق طلب کرنے کی دعا بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھائی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ'' میں توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے طریقے، استغفار اور توبہ میں فرق اور توبہ کی اقسام کے بارے میں انتہائی دل نشین، اثر انگیز اور پرکشش انداز میں تشریح فرمائی ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے توفیقِ توبہ طلب کرنے کی مسنون دعا اور اس کی شرح بھی بیان فرمائی ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW053